

سالانہ قیمت تین روپیہ اٹھ آنہ (۳؍۸)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

نور افشاں

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے ایڈیٹر
۱۲ء وارث روڈ۔ لاہور

پادری غلام مسیح صاحب اسسٹنٹ ایڈیٹر
میکلوڈ روڈ۔ لاہور

پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب منیجر
ایم ۱۰ ایمپرس روڈ۔ لاہور

جملہ خط وکتابت وترسیل زر وغیرہ بنام منیجر نور افشاں ہونا چاہئے۔ تمام مضامین واشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ لاہور کے پتہ پر ارسال فرمائیں +

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۴۵ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۲۔ اکتوبر سنہ ۱۹۲۶ء | نمبر ۴۳

خمریاتِ رسا

از قلم رسا بریلوی

خوبیِ حسن خدا داد کا نقشا ہوں میں
اور تماشہ یہ نیا ہے کہ تماشا ہوں میں

مشت بھر خاک ہوں ورنہ کا پتلا ہوں میں
اس پہ طرہ ہے ترا چاہنے والا ہوں میں

جس میں دریا کی سمائی ہے وہ قطرا ہوں میں
جوش ہو دل میں بھرا عشق کا دریا ہوں میں

جس کا گاہک نہیں دنیا میں وہ سودا ہوں میں
جسکی اُجڑی ہوئی بستی ہو وہ صحرا ہوں میں

عشق والفت کا عجب لطف اُٹھاتا ہوں میں
جب اے جان ترا والہ وشیدا ہوں میں

روز ہوتا ہے نیا ایک تغیر مجھ میں
رنگ نیرنگیِ عالم کا تماشا ہوں میں

مر نہ جاؤں کہیں گھٹ گھٹ کے سحاب غم میں
خوف یہ ہو کہ شب ہجر میں تنہا ہوں میں

سچ ہے پہلے یہ پھر شوق سے تو مجھکو مٹا
کس کا ارمان ہوں میں کس کی تمنا ہوں میں

ڈھونڈنے سے بھی ملیگی نہ کہیں میری مثال
صورت وہم ہوں یا ثانیِ عنقا ہوں میں

رشک آتا ہے زمانے کو میری قسمت پر
بات یہ ہے کہ ترا چاہنے والا ہوں میں

مجھکو دنیا کی محبت سے سروکار نہیں
تیرا عاشق ہوں ترا چاہنے والا ہوں میں

دیکھتا ہوں ترے جلووں کی تجلی کیا کیا
صاف باطن ہے مرا دیدۂ بینا ہوں میں

وہ ابھی آتے ہیں یا مجھکو بلاتے ہیں یہی
اس سہارے پہ شب ہجر میں جیتا ہوں میں

آسرا تیری محبت کا فقط کافی ہے
غم نہیں مجھکو جو دنیا میں اکیلا ہوں میں

میری شوریدہ سری کا نہیں کچھ علم جنہیں
ایسے لوگوں کے لئے وقف تماشا ہوں میں

مضمحل حسرت وارمان ہیں فسردہ دل پر
ہائے اُجڑی ہوئی اک عشق کی دنیا ہوں میں

مجھکو دیوانہ جو کہتے ہیں وہ دیوانے ہیں
خاتم ہوش کا اک پیارا نگینا سا ہوں میں

کیوں نہ آئے مجھے پھر سوز محبت میں مزا
چشمِ حسرت سے ترا دیکھنے والا ہوں میں

میری وابستگیوں کا ہر سبب دل ہیرا
آپ ہی اپنے لئے حسن کی دنیا ہوں میں

قلب پر داغ کا دعوے ہے ہجوم غم سے
رونق بزم چراغ شب یلدا ہوں میں

نشۂ عشق سے مخمور ہیں آنکھیں میری
کوئی کچھ سمجھے مگر نرگس شہلا ہوں میں

جس کے پھل پھول فسردہ نہیں ہوتے ہیں کبھی
باغ ہستی میں وہ اک نخل تمنا ہوں میں

علم ومعلوم میں اک حشر بپا ہوتا ہے
جب گلستانِ معانی میں چہکتا ہوں میں

حد سے گذری ہے میری بیخودیِ عشق رسا
یہ بھی معلوم نہیں کون ہوں اور کیا ہوں میں

غزل

(از قلم ایچ۔ کے۔ ہربرٹ۔ مہجور۔)

شکر تیرا بجا دیا ہم کو
خوں بہا دے چھڑا دیا ہم کو

تیرا احسان کبھی نہ بھولینگے
تو نے مر کر جلا دیا ہم کو

تجھ سا محسن ہوا نہیں کوئی
خود گھٹا اور بڑھا دیا ہم کو

ہم جدا ہو گئے تھے خالق سے
تو نے حق سے ملا دیا ہم کو

خواب غفلت کے ہم تھے دلدادہ
تو نے آکر جگا دیا ہم کو

رو رہے تھے پڑے گناہوں میں
آکے تو نے ہنسا دیا ہم کو

بن کے انساں جہاں میں تو آیا
جلوۂ حق کا دکھا دیا ہم کو

زندگی بخش دی ہمیشہ کی
آب حیواں پلا دیا ہم کو

جب اندھیرے میں ہم تھے سرگرداں
رُخ انور دکھا دیا ہم کو

آیا بن کر جہاں تو رہبر
راہ حق پر چلا دیا ہم کو

کہہ دو مہجور سے عیسیٰ نے
اپنا وارث بنا دیا ہم کو

شریف مسیحیوں کے لئے زرخیز مگر ارزاں اراضی

ہم اپنے چک میں پانچ چھ شریف۔ شائستہ۔ ذی عزت اور نیک دل عیسائیوں کو جگہ دینے کو تیار ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے مجھ سے یہاں آنے اور زمین لینے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ کسی نہ کسی وجہ سے نہیں آئے ہیں۔ اس لئے اُن کی زمین بھلے مانس دیندار عیسائیوں کو دینے کے لئے آمادہ ہیں۔ یہ گاؤں پرگنہ بیانہ میں اپنی زرخیزی کیلئے مشہور ہے۔ پانچ پانچ چھ چھ میل سے مزارع آکر اس زمین کو کاشت کرتے ہیں۔ ہر طرح کا آرام ہے۔ پانی بالکل نزدیک ہے۔ برسات کے سبب اس وقت ہمارے چک کے کنوؤں کا پانی منڈیر سے ۵-۶ فٹ ہے گرمی میں ۱۴-۱۵ فٹ پر رہتا ہے۔ آب و ہوا عمدہ ہے شکار کا بڑا لطف ہے۔ ہرن اور سور بکثرت ہیں۔ آپ ہر روز پنجابی سکھوں کی ہرن۔ سور۔ تیتر۔ بٹیر وغیرہ مار کر کھاتے رہئے۔ نمبردار کا لائسنس لینا پڑتا ہے۔ دربار سے چار سو روپیہ مربع ملتا ہے۔ مگر میں تین سو روپے کو دینے کو تیار ہوں پٹواری سے فرد لیکر بیع نامہ رجسٹری کرا کے دوسرے روز آپ پورے زمیندار بن سکتے ہیں۔ بیع نامہ کے بیس تیس روپے اور خرچ ہونگے۔ یہ زمین ہموار ہے۔ دو سال سے غیر مزروعہ پڑی ہے۔ آپ آج آیئے اور بیل ہل ہم پہنچا کر کل ہی جوتائی شروع کر دیجئے۔ سرکاری زمین میں جنگل ہے جسے کاٹنے کے لئے عرصہ اور محنت درکار ہوتی ہے جب تک آپ سرکاری قسطیں ادا نہ کر دیں۔ آپ مالک نہیں بن سکتے۔ مگر یہاں آپ بیع نامہ رجسٹری کرا کے فوراً مالک بنجاتے ہیں۔ زمین کی زرخیزی کے اعتبار سے تین سو روپے بالکل نام قیمت ہے۔ اور خرچ جو ہوگا اس کا اندازہ یہ ہے کہ بیل کی ایک جوڑی ڈیڑھ سو روپے کی آئیگی۔ اچھے بیلوں کے بڑے دام چڑھ گئے ہیں۔ اصل یہ ہے کہ اچھے بہت جہاں بارش ہوئی ہے چمار۔ مہتر۔ دھوبی اور دھنیا بنجر زمین جوتنے کے در پے ہیں۔ تاکہ چنے بو کر نفع حاصل کریں۔ ہل اور جوا پانچ روپے کو بنتا ہے۔ اپنے اور بیلوں کے لئے مکان چھپر کا ساٹھ ستر روپے کا بنیگا دو مربع اراضی کی کاشت کے لئے تین ہل چاہئے۔ بشرطیکہ میسٹن ہل یا لوہا ہل سے۔ جو کہ [illegible] روپیہ کو آتے ہیں کام لیا جائے۔ اور ساتھ ہی ایک ٹوتھ اسپرنگ ہیرو بھی رکھا جائے۔ کنواں بڑا سستا بن سکتا ہے۔ ایک میل پر پہاڑ ہے وہاں سے پتھر مفت آسکتا ہے صرف پھوڑنے اور ڈھونے کی محنت پڑتی ہے۔ چونہ دس روپے فی سو من مل سکتا ہے۔ بارش کافی سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں اخیر نومبر تک بوائی ہوتی رہتی ہے اگر آپ اکتوبر کے اخیر میں زمین لے لیں تو بھی آپ گیہوں۔ چنے بو سکتے ہیں۔ اگر یہ نہ کرنا چاہو تو ترکاریاں بو لو۔ آلو۔ گوبھی شلجم۔ مولی وغیرہ کھیتی فصل بہت نفع آور ہوتی ہے۔ پھر گنے کے لئے جوتائی شروع کر کے شروع فروری میں بونا اور گنا بو دو۔ مارچ میں کپاس۔ خربوزے۔ تربوز اور موسم گرما کی ترکاریاں۔ بلکہ یہ وسط فروری میں بوئی جا سکتی ہیں۔ اپریل میں کمئی بو کر جون میں کاٹ لو۔ باجرہ۔ جوار اس سے پہلے بو سکتے ہیں۔ آپ کے آنے کے لئے عمدہ راستہ یہ ہے کہ لاہور سے نو بجے رات کو بی۔ بی۔ سی ڈاک سے براستہ فیروزپور۔ بھٹنڈا سوار ہو دوسرے دن بیانہ پہنچینگے۔ وہاں سے یکہ کرایہ کر کے چک ناولی میں چلے آیئے۔ دو میل سڑک ہے اور دو ڈھائی میل گاؤں کا کچا راستہ ہے مگر یکے اور چھکڑے آتے جاتے ہیں بی۔ بی۔ سی ڈاک میں ڈھائی سو میل سے نیچے تھرڈ کلاس ٹکٹ نہیں مل سکتا۔ اور تیسرے درجہ کا کرایہ ڈیوڑھے کے برابر ہے۔ یہاں کی زمین لینے میں ایک اور بڑا فائدہ یہ ہے۔ کہ آپ بحیثیت مالک اگر خدانخواستہ کوئی آفت آجائے بیع کر سکتے ہیں۔

نیازمند۔ جے۔ آر۔ رائے۔

جنرلسٹ زمیندار

(چک ناولی) بیانہ۔ بھرتپور۔

حضور وائسرائے [illegible] ۱۸ اکتوبر کو صبح ساڑھے آٹھ بجے لاہور تشریف فرما ہوئے۔

اجنالہ چرچ پمفلٹ

ایمان

گذشتہ سے پیوستہ

یہی مثال خدا پر ایمان رکھنے کے متعلق عاید کیجا سکتی ہے۔ دوسری چیزوں کی طرح ہم ایمان کو بھی قوی بنا سکتے ہیں۔ جس قدر ہم خدا کے بارے زیادہ غور کرینگے اسی قدر ہمارا ایمان قوی ہوجائیگا۔ اگر ہم سچ مچ اس پر غور کرنے کی خواہش کریں تو یہ عادت ہمارے لئے آسان ہو جائیگی۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری خواہشات اکثر نادیدنی چیزوں کے بجائے دیدنی چیزوں پر اور خدا کی نسبت اس دنیا کی طرف زیادہ مائل ہوتی ہیں۔ جس طرح مسیح کی تعلیم پر لوگ ایمان نہ لائے اور آخری وقت اس سے ایک دیدنی نشان طلب کیا۔ ملاحظہ ہو متی ۲۷: ۴۲

پس کیا ہمارا ایمان سرد اور کمزور نہیں؟ کیا ہم کبھی کبھی دنوں اور ہفتوں اس بات کو فراموش نہیں کر دیتے کہ خدا ہمارے قریب ہے؟ کیا ہم اس زندگی کی نعمتیں محض اس طرح استعمال نہیں کرتے ہیں گویا وہ ہماری ہی پیدا کی ہوئی ہیں یعنی ہم خدا کی محبت اور احساس کو بھول نہیں جاتے؟ کیا ہم اس دنیا کی دلفریبیوں میں محو ہوکر خدا کی ہستی کو بھول کر انہیں میں مصروف نہیں ہوجاتے جو ہمارے گردو پیش ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ بس ہم کو انہیں چیزوں کے لئے کوشش کرنی چاہئے؟ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آجکل یہی حال ہے۔ اب مجھے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اہل دنیا ایمان سے نہیں بلکہ نظر سے چلتے ہیں۔

خداوند یسوع مسیح خود اپنے زمانہ میں اس قسم کے ایمان پر افسوس کرتا ہے۔ وہ متی ۲۳: ۲۳ میں فریسیوں سے یوں کہتا ہے۔ اے ریاکار فقیہو اور فریسیو تم پر افسوس کہ پودینے اور سونف اور زیرہ پر دہ یکی دیتے ہو اور تم نے شریعت کی زیادہ بھاری باتوں یعنی انصاف رحم اور ایمان کو چھوڑ دیا۔ لازم تھا یہ بھی کرتے اور وہ بھی۔

(دیکھو صفحہ ۱۱)

نور افشاں

مطبوعہ ٢٢ اکتوبر ١٩٢٦ء

مسیحیوں اور مسلموں میں باہمی مفاہمت کی تجویز

ڈاکٹر صادق علی صاحب ریٹائرڈ سرجن میجر کوہ شملہ کے نام نامی و اسم گرامی سے پنجاب کے مسیحی اور مسلم واقف و آگاہ ہیں آپ ان لاکھوں حق پسند مسلموں میں سے ایک ہیں جو مسیحیوں اور مسلمانوں میں مذہبی اتحاد و اتفاق کے خواہاں ہیں۔ آپ مسیحی اور اسلامی لٹریچر سے بھی واقف ہیں۔ بائبل مقدس کی بابت آپ کے خیالات ہم اپنی کتاب "ہماری بائبل اور مسلم علماء" میں نقل کر چکے ہیں۔ اس کے سوا آپ نے ابھی ایک رسالہ "براہین قاطعہ" نام طبع فرما کر اس میں اپنے مسیحی و مسلم اتحاد و دوستی کی ایک قابل قدر خواہش ظاہر فرمائی ہے۔ اس رسالہ میں سے ذیل کی عبارت ناظرین کرام کے غور و فکر کے لئے نقل کر کے آپ کے جذبات کو مسیحی دوستوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ تاکہ مسیحی ان پر غور فرما کر اس واجب التعظیم بزرگ کے خیالات پر سوچیں اور تجویز کریں کہ اپنے مسلمانوں کے ساتھ ہمارا سلوک اور برتاؤ کیسا ہونا چاہئے۔ آپ کی عبارت کسی قدر طویل ہے۔ اس لئے اسے ہم دو قسطوں میں پیش کرینگے۔ قسط اول نمبر ہذا میں پیش ہے۔ ایڈیٹر

وَلَا تُجَادِلُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ

براہین قاطعہ

مسیحی اور مسلم لوگوں میں ہمیشہ سے اختلاف چلا آیا ہے۔ ہر ایک مذہب والا اپنے آپ کو راہ راست پر اور دوسرے کو گمراہ سمجھتا ہے۔ ان کے باہمی مناظروں میں ہزارہا کتابیں لکھی گئی ہیں۔ لاکھوں تقریریں اور تحریریں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ مگر آج تک باہمی اختلاف کا فیصلہ نہیں ہوا۔ دونوں فریقوں میں اہل علم اور معقول لوگ ہوتے رہے ہیں اور اب بھی موجود ہیں۔ پھر تعجب ہے کہ مذہبی اختلاف کے رفع ہونے کی کوئی صورت آج تک نظر نہیں آتی۔ ہر ایک فریق اپنے دلائل کو معقول اور دوسرے فریق کے دلائل کو نامعقول اور غلط سمجھتا ہے۔ یہ عاجز مدت سے اس امر میں غور کر رہا ہے کہ کوئی طریق مناظرہ کا ایسا اختیار کیا جائے جسکو دونوں فریق صحیح تسلیم کرتے ہوں۔ اور اس طرح سے جہاں تک ممکن ہو باہمی اختلاف دور کر کے باہمی محبت و اتفاق کی بنیاد ڈالی جائے۔ تاریخی واقعات کے مطالعہ سے یہ بات تو بخوبی ثابت ہوتی ہے کہ دنیا سے مذہبی اختلاف رفع ہو جانا بالکل ناممکن ہے۔ کیونکہ اختلاف کی بنیاد گناہ پر ہے۔ اور دنیا سے گناہ کا دور ہو جانا ناممکن ہے۔ البتہ گناہ کا کم ہوتے جانا ممکن ہے۔ اور اس طرح سے جب وہ زمانہ آ جائیگا کہ گناہ کا اندازہ نیکی کے اندازہ سے کم رہ جائیگا تب آسمانی بادشاہت یا بہشت کا دور شروع ہو جائیگا۔ اور اسی غرض کے حاصل کرنے کے لئے ہم کو کوشش کرنی چاہئے۔

مناظرہ کا بہتر طریق جو میری سمجھ میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ ہر ایک اختلافی مسئلہ کی تحقیق میں صرف خدا کی شہادت پر اعتماد کیا جائے۔ کسی انسان کی رائے اور قول کو سند نہ بنایا جائے۔ اگر اس قاعدہ کو دونوں فریق تسلیم کر کے مناظرہ کریں تو پھر امید ہے کہ پہلے مناظروں کے نسبت اس جدید طریق مناظرہ سے زیادہ فائدہ حاصل ہوگا۔

اگرچہ اس بات پر متفق ہو جانا کہ خدا کی شہادت کون سی ہے۔ ذرا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ مگر میرے خیال میں جو غیب کی خبر پورے طور پر واقعہ ہو جائے اُس کو خدا کی شہادت سمجھنا چاہئے۔ اور جو خبر پوری نہ ہو اُسکی نسبت کوئی رائے دینی نہیں چاہئے کہ یہ خدا کی شہادت ہے یا کسی انسان کی کلام ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ خبر آئندہ کسی زمانہ میں اپنے وقت پر پوری ہو جائے اس وقت ہم کو یقین کرنا ہوگا کہ یہ شہادت خدا کی تھی۔ مگر قبل از وقت اسکی نسبت کوئی رائے نہیں دی جا سکتی ہے۔

آسمانی کتابوں میں پیشگوئیاں بہت ہوا کرتی ہیں جو امر ان کتابوں کی پیشگوئی کے موافق ثابت ہو جائے تو سمجھنا چاہئے کہ اس امر کی شہادت خدا نے دی مسیحی لوگوں کو اس قاعدہ سے انکار کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے اس لئے وہ ضرور اس قاعدہ کے تسلیم کرنے پر مجبور ہونگے لیکن میں نے یہ بات عموماً دیکھی ہے کہ مسیحی علماء کا جو اعتقاد مقرر ہو چکا ہے۔ اگر کتاب مقدس کی کوئی آیت اس اعتقاد کے خلاف تعلیم دیتی ہو تو وہ اُس آیت کے معنوں میں ایسی تاویل کرتے ہیں کہ اس کے معنے اُن کے اعتقاد کی موافق ہو جائیں۔ میں یہ نہیں کہتا ہوں کہ مسلمان ایسی ایسی بے انصافی نہیں کیا کرتے۔ فی الحقیقت مسلمانوں نے بھی یہی طریق اختیار کیا ہوا ہے۔ مثلاً باوجود اس بات کے کہ قرآن شریف توریت و انجیل کی بار بار تصدیق کرتا ہے مگر ہمارے مسلمان عموماً اُن کو محرف سمجھتے ہیں۔ اور اس لئے اُن کی شہادت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ لیکن میں آسمانی ہدایت ہونے میں تینوں کتابوں کو برابر سمجھتا ہوں صرف اتنا فرق ہے کہ توریت و انجیل میں آسمانی ہدایت کے ساتھ انسانی کلام بھی شامل ہے۔ مگر قرآن شریف کا ہر ایک لفظ وحی ہوا ہے۔ جب قرآن کے وحی متلو ہونے پر ہمارا ایمان ہے تو جس بات کی قرآن شریف تصدیق کرے۔ اُسکو سچا ماننا ہمارا فرض ہے۔ اب میں دین اسلام اور قرآن شریف اور رسول عربی کے متعلق شہادتیں توریت و انجیل سے نقل کرتا ہوں۔ اور ان کتابوں کی آیتوں کے ظاہری معنے لیتا ہوں۔ ان کی عبارت کے خلاف تفسیر و تاویل کرنی جائز نہیں سمجھتا۔ اپنی حسب منشا تفسیر کی آزادی سارے جھگڑوں کی بنیاد ہے۔ مسلمان مناظر توریت و انجیل سے بہت شہادتیں پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر میں صرف اُسی قدر پیش کرونگا جن میں دوسرے معنی کرنے کی گنجائش نہیں ہے اور جب خدا کی شہادتیں پیش کر دی جائینگی تو میں مسیحی محققین کی خدمت میں اتنی عرض کرونگا کہ مہربانی کر کے ان شہادتوں سے انکار کرنے کی کوئی معقول وجہ تحریر فرمائیں اور یا اُن کے ساتھ اپنا اتفاق ظاہر

کریں۔ باہمی جھگڑے اور عداوت رکھنی آسمانی ہدایت کے خلاف ہے اور دنیا میں خدا کی کلام پھیلانے کا مطلب عداوت رکھنے سے فوت ہو جاتا ہے۔ قرآن شریف کی ہدایت یہ ہے کہ یہود اور مسیحی اور مسلمان متفق ہو کر خدا کا دین اور نجات کا رستہ دنیا میں شائع کرنے میں کوشش کریں۔ جب ہم لوگ آپس ہی میں عداوت رکھینگے تو پھر متفق ہو کر کس طرح دین کی خدمت کر سکینگے۔ یہ بات ظاہر ہے کہ جتنے زیادہ لوگ متفق ہو کر ایک کام کو کرینگے اسی قدر اُس کا مطلب زیادہ حاصل ہوگا۔ کیونکہ زیادہ اشخاص کا اتفاق زیادہ طاقت پیدا کرتا ہے۔ جن دو فریقوں میں باہمی تنازع اور عداوت ہوتی ہے عموماً ان دونوں فریقوں کی طرف سے افراط تفریط ہوا کرتی ہے۔ اگر دونوں فریق انصاف پر ہوں پھر تو تنازعہ اور عداوت کی کوئی وجہ ہی نہیں ہو سکتی۔ اور اگر دونوں میں سے ایک فریق انصاف پر اور راستی پر ہو تو بھی تنازعہ کے جلد رفع ہونے کی امید ہو سکتی ہے۔ مگر واقعہ میں دیکھا جاتا ہے کہ مسیحی اور مسلمانوں کے تنازع میں دونوں فریق انصاف کی حد سے گذر رہے ہیں مثلاً قرآن شریف بار بار کہتا ہے کہ نوح اور ابراہیم اور موسےٰ اور عیسےٰ اور محمد سب کے ادیان ایک ہی ہیں۔ ان کے پیرؤوں نے جو اختلافات پیدا کرلئے ہیں یہ بغاوت اور گناہ کے خیال سے پیدا ہوئے ہیں۔ ورنہ اختلاف ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ قرآن شریف نے یہود کو حرف مسیح پر ایمان نہ لانے کا اور انبیاء کو قتل کرنے کا ملزم ٹھہرایا ہے۔ اس بات میں مسیحی لوگ مسلمانوں کے ساتھ بالکل متفق ہیں اور مسیحیوں کو تثلیث کی بدعت کا ملزم ٹھہرایا ہے۔ اس کے سوا یہود و نصاریٰ اور مسلمانوں میں کوئی وجہ تنازعہ کی نہیں ہے۔ اور قرآن شریف نے بار بار یہ بات بھی کہی ہے کہ سارے اہل کتاب برابر نہیں ہیں ان میں اچھے لوگ بھی ہیں اور اہل کتاب کے ساتھ متفق ہو جانے کی نظیر خود رسول عربی نے دکھلا دی ہے جب نجاشی نے جو مسیحی تھا مظلوم مسلمانوں کو پناہ دی اور اُن مسلمانوں نے جو قرآن اسکو سنایا اُس نے کہا یہ سچ ہے۔ ہماری کتابوں میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ صرف اتنی بات سے مسلمانوں میں اور مسیحی نجاشی میں محبت اور دوستی ہو گئی۔ یہاں تک کہ جب نجاشی کا انتقال ہوا تو رسول کریم نے صحابہ سے کہا کہ تمہارے بھائی نجاشی کا انتقال ہو گیا ہے۔ اُس کے جنازہ کی نماز پڑھنی چاہیے۔ تو بعض صحابہ نے اعتراض کیا کہ وہ مسلمان ہی نہیں تھا تو قرآن کی آیت نازل ہوئی۔ ان من اھل الکتاب لمن یومن باللہ وما انزل الیکم وما انزل الیھم خاشعین للہ لا یشترون بآیات اللہ ثمنا قلیلا اولٰئک لھم اجرھم عند ربھم ان اللہ سریع الحساب۔ ۳: ۱۹۸ و ۱۹۹ اہل کتاب میں سے ایسے لوگ بھی ہیں جو اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور جو تم پر نازل ہوا اُس پر اور جو ان پر نازل ہوا اُس پر بھی ایمان لاتے ہیں اور اللہ سے ڈرتے ہیں۔ اللہ کی آیتیں دنیا کے عوض میں فروخت نہیں کرتے ہیں یہ لوگ ہیں جنکو اللہ سے اجر ملیگا۔ اللہ جلد حساب کرنے والا ہے۔ پھر بعض صحابہ نے کہا کہ اُس نے قبلہ کی طرف کبھی نماز نہیں پڑھی پھر اُس کے جنازہ کی نماز کیسے پڑھیں پھر یہ آیت نازل ہوئی وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ ۲: ۱۰۹ یعنے اللہ ہی کا مشرق ہے۔ اللہ ہی کا مغرب ہے۔ جدھر منہ کرو اُدھر ہی اللہ ہے۔

غرض مسلمانوں کو کسی اہل کتاب سے عداوت ہونی نہیں چاہئے۔ البتہ قرآن شریف کے نزول کے زمانہ میں مسیحی فرقہ ایسے بھی موجود تھے جو مسیح اور مریم کی پرستش کرتے تھے اور ایسے بھی تھے کہ تین خدا کہتے تھے۔ اُن کی تردید قرآن شریف نے ضرور کی ہے۔ اب بھی یہ مسیحی لوگ تثلیث کے قائل ہیں اور بہت ایسے ہیں جو تثلیث کو نہیں مانتے ہیں۔ مگر جب انجیل میں تثلیث کی تعلیم نہیں ہے۔ اور انجیل کے پیرؤوں میں موحد لوگ بھی موجود ہیں تو اُن سے مخالفت کرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ رسول کریم کے زمانہ میں بعض اہل کتاب اسلام کے دبانے کے لئے مشرکوں کے مددگار ہو گئے تھے۔ خدا کی طرف سے اُن پر جنگ میں مغلوب ہونے کا عذاب نازل ہوا تھا مگر جب اسلام قائم ہو گیا تو پھر خدا نے حکم دیدیا کہ اہل کتاب کے ساتھ دوستی کا برتاؤ شروع کر دو۔ یعنے ایک دوسرے کا کھانا کھاؤ۔ اور کھلاؤ۔ اور باہم شادی نکاح کرو جو سب سے زیادہ دوستی کا موجب ہوتا ہے۔ مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ دونوں فریقوں کی زیادتی کے سبب قرآن شریف کے آخری حکم پر عمل نہیں ہو سکا۔ مگر اب گمراہی کی اندھیری رات جو بہت لمبی گذرتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اور صبح کی روشنی قریب ہے۔ اتنے عرصہ کا تجربہ فریقین کو سبق دینے کے لئے کافی ہونا چاہئے۔ اور اب باہمی اتفاق اور محبت پیدا ہو جانی چاہئے۔

قرآن شریف میں خدا تعالےٰ نے تفرقہ کا موجب ہمیشہ بغاوت بتلایا ہے۔ اگر نیک نیتی سے آسمانی ہدایت کی پیروی کی جائے تو اختلاف کرنے اور باہمی عداوت رکھنے کی ضرورت کبھی نہ ہوتی۔

لاہور میں دسہرہ کے میلہ پر بم پھٹنے کا ہولناک حادثہ

لاہور۔ ۱۶ اکتوبر کی شام کو جب دسہرہ پھکنے لگا اور لوگ چلنے لگے تھے تو معمولی گولوں کے دھماکوں کے شور میں یکدم ایک بم بھی پھٹا۔ جس نے معمولی گولوں کے دھماکوں سے سوگنا زیادہ زور شور پیدا کر دیا۔ سفید دھوئیں کا بادل وہاں پیدا ہو گیا جسے ہم نے قلعہ گوجر سنگھ کے سہ منزلہ مکان پر چڑھ کر خود دیکھا۔ دھماکے کا احساس اسقدر فاصلہ پر نہایت زبردست تھا کہ گویا زلزلہ آیا تھا۔ بعد کو معلوم ہوا کہ دسہرہ کے میدان میں لاہور کے قلعہ کے پاس بم پھٹا ہے۔ جس سے بہت سے لوگ ہلاک ہو گئے اور بہت سے زخمی ہوئے ہیں۔

۱۹ اکتوبر کے اخبارات کی رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ ۳۴ آدمی ہلاک ہوئے اور ۷۴ زخمی ہوئے ہیں جو لاہور کے شفاخانوں میں زیر علاج ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ تا حال ہلاک شدہ اور زخمیوں کی صحیح تعداد معلوم نہیں ہو سکی ہے۔

پولس اور پولیس کے اعلےٰ افسران تحقیقات میں سرگرم کار ہیں۔ لوگوں میں طرح طرح کی افواہیں پھیلی ہوئی ہیں جب تک اصل ملزم گرفتار نہیں کیا جاتا تب تک حقیقت حال معلوم نہیں ہو سکتا ہے۔

ریویو

ہماری بائبل اور مسلم علماء

ناثرِ عدیم المثال و عالم نظامی خیال بہشتر و ی کمال و طلسم آرائی بزمِ خیال۔ سرگروہ ارباب صفا و جامع صدق و وفا جناب پادری غلام مسیح صاحب کی طبعِ وقاد و ذہنِ نقاد نے اپنے خانۂ عنبریں شمامہ سے جو اپنی کتاب موسوم بہ "ہماری بائبل اور مسلم علما" میں جواہر ریزیاں کی ہیں انکی تعریف میں زبانِ قلم قاصر ہے۔ حق تو یہ ہے کہ یہ حلقۂ تعریف سے برتر ہے۔ اس میں اُن دشمنانِ حق کی جو مقدس بائبل کی تحریف و تنسیخ کے مدعی ہیں۔ ایسے بُرہان قاطع و دلائل دندان شکن سے تردید کی گئی ہے جسکا جواب ہرگز دیا نہیں جاسکتا۔ مسیحیوں کے لئے عموماً اور مبشرانِ انجیل کے لئے خصوصاً یہ کتاب از حد مفید ثابت ہوگی۔

تمام متلاشیانِ حق اور طالبانِ صداقت کے لئے جو بائبل کی اصلیت۔ ماہیت اور حقیقت سے نابلد ہیں۔ اس کتاب سے بہتر رہبر کامل ملنا مشکل ہے۔ اس کا ہر صفحہ دریا فصاحت و بحر بلاغت۔ ہر فقرہ مرقع حُسنِ صداقت ہے۔ اس کا مطالعہ دافعِ ظلمتِ جہالت ہے۔ میں جناب فضیلت مآب۔ کمالات انتساب۔ مصنف کتاب کو اس معرکہ آرا کامیابی پر تہ دل سے مبارکباد دیتا ہوں اور سزا وارصد تحسین سمجھتا ہوں ؎

اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ

راقم۔ صادق

ہندو یا ہندی مسیحی

عنوان مافوق پر کسی اچھے وقت بحث شروع ہوئی تھی کہ ختم ہونے میں نہیں آتی۔ ہنوز ہمارے پاس دو مضمون ہندو مسیحی کی تردید میں موجود ہیں۔ جن میں سے ایک تو مسٹر ارین سوئیٹ ہڈسن صاحب کا ہے جو کسی قدر طویل ہے۔ ایک ڈاکٹر ولیمس صاحب کا مضمون ہے جسے نمبر ہذا میں درج کیا گیا ہے۔

جہاں تک ان مضامین پر غور کیا جاتا ہے۔ ہو ہندو مسیحی اور ہندی مسیحی کہلانے کے موافق و مخالف شائع ہوچکے ہیں۔ تو ہمیں اس بات کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ ہندو مسیحی کہلانے کی حمایت میں وجوہات نہایت کمزور دی گئی ہیں۔ عام مسیحیوں کی ان سے نہ صرف تسلی نہیں ہوسکی بلکہ مسیحیوں میں ہندو مسیحی کہلانے کے بجائے ہندی مسیحی کہلانے کا زبردست خیال پیدا ہوگیا ہے۔ ہندی مسیحی کہلانے والوں کے دلائل معقول اور زبردست ہیں۔ اُن کی تردید ہونا مشکل امر ہے۔ نور افشاں کے دفتر میں ہندو مسیحی کہلانے والوں کے استدلال کی تکذیب میں کوئی مضمون نہیں پہنچا ہے۔ لہٰذا ہم اس بحث کو ڈاکٹر ولیمس صاحب کے مضمون کے ساتھ ختم کرتے ہیں۔ ہماری سمجھ میں اس سے زیادہ اس مضمون پر بحث کی مطلق ضرورت نہیں ہے۔ ہم ہندو مسیحی نہیں بلکہ ہندی مسیحی ہیں۔ ہمیں ہندی ہوکر تمام ملک میں خداوند یسوع مسیح کی زندگی اور کام کو ظاہر کرنا چاہئے۔

نئے رسالے اور ٹریکٹیں

شمال ہند کرسچن ٹریکٹ اینڈ بک سوسائٹی الٰہ آباد کی طرف سے ہمارے پاس تین رسالے برائے ریویو پہنچے ہیں۔ ایک پرہیزگاری پر سبق اور گیتوں کا جامع رسالہ ہے۔ جو ہندی زبان میں لکھا گیا ہے۔ اس کے مصنف پادری ای۔ ایچ وہٹلے صاحب ہیں۔ کاغذ اور چھپائی نہایت اعلیٰ ہے۔ ضخامت ۳۰ صفحہ کی ہے قیمت صرف ایک آنہ چھ پائی ہے

اس رسالے میں نہایت وضاحت و صفائی کے ساتھ شراب نوشی کو خلاف بائبل ثابت کرکے اسے انسان کی صحت و تندرستی کا دشمن ظاہر کیا ہے۔ ہماری سمجھ میں یہ رسالہ ہندی خواں اصحاب کیلئے نہایت ہی مفید ہے۔ انجمن ہائے پرہیزگاری کو چاہئے کہ وہ اسکی اشاعت میں مقدور بھر کوشش فرمائیں۔

دوسرا رسالہ موسےٰ کا بچپن ہے

اس رسالہ کا ترجمہ پادری ای پی جینور صاحب پی۔ ایچ ڈی نے زبانِ انگریزی سے اردو میں کیا ہے ترجمہ نہایت سلیس اور عام فہم ہے جس میں یہ خوبی پائی جاتی ہے۔ کہ پڑھتے ہوئے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر جینور ترجمہ کرنے والے نہیں۔ بلکہ اس رسالہ کو اصل میں اُردو زبان ہی میں تصنیف کرنے والے ہیں۔ یہ رسالہ دراصل موسےٰ کے بچپن کا نہایت دلفریب ڈرامہ ہے۔ جو بچوں کے لئے لکھا گیا ہے۔ ہماری رائے میں یہ رسالہ ہر ایک ماں اور بھائی بہن کے ہاتھوں میں ہونا چاہئے۔ اور مدارس کے بچوں تک اسکی رسائی ہونا چاہئے۔ لکھائی چھپائی اور کاغذ اعلےٰ قسم کی ہے۔ ضخامت ۲۰ صفحہ کی ہے

مسیح کی میرے لئے کیا قیمت ہے؟

یہ ٹریکٹ انگریزی زبان کا ہے جس میں یوحنا ۱۴: ۱-۲۷ و ۲۸ کو عنوان میں رکھکر جناب منظور حسین انصاری صاحب نے اپنے مسیحی ہونے کے بیان میں یسوع مسیح کی قدر و قیمت کو اس خوبی سے ظاہر و آشکارا فرمایا ہے۔ کہ اس ٹریکٹ کے پڑھنے والے پر پڑھتے پڑھتے ہی اسکی قدر و قیمت معلوم ہوجاتی ہے۔ نہایت مؤثر اور مفید ٹریکٹ ہے جسکی ضخامت ۸ صفحہ کی ہے۔ یہ تینوں رسالے نارتھ انڈیا کرسچن ٹریکٹ اینڈ بک سوسائٹی الٰہ آباد سے طلب فرمائیں۔

انٹرنیشنل بائبل ریڈنگ ایسوسیئشن

آئی۔ بی۔ آر۔ اے کا یہ ماہواری رسالہ ہر ملک کے لوگوں کو بائبل کی تلاوت میں مدد دینے کے لئے اُردو زبان میں شائع کیا گیا ہے۔ جو انڈیا سنڈے سکول یونین سی۔ پی سے مل سکتا ہے گو اسکی ضخامت ۳۰ صفحہ کی ہے پر ہر ایک صفحہ قیمتی مضامین سے پُر ہے۔ جس میں سنڈے سکول کے اسباق پر اعلےٰ خیالات ضبط تحریر میں لائے گئے ہیں۔ ہر ایک سنڈے سکول کے استاد۔۔۔ اور شاگرد۔۔۔ کے لئے از بس مفید رسالہ ہے۔ جو کرسچن اینڈیور کے سبقوں کے طریق پر مرتب ہے۔

دس کاپیوں کے خریداروں کو فی پرچہ سالانہ ۸ پیسہ پڑیگا۔ اور دس سے کم خریداروں کو فی پرچہ ۹ پیسہ پڑیگا۔ انڈیا سنڈے سکول یونین سی۔ پی کے دفتر سے طلب فرمائیں

مدیر صغیر

نور افشاں کے لئے نئے نئے مضامین بھیجئے۔

ایک نیک جدوجہد

شکر کی بات ہے کہ اب پنجابی دیہاتی مسیحی بھی تعلیمی ترقی کے میدان میں خوب دوڑ دوڑ رہے ہیں۔ جو کہ دراصل ان کی اخلاقی حالت۔ اعلیٰ طرز معاشرت اور بآسانی حصول معاش کا اچھا ذریعہ ثابت ہو سکتا ہے۔ معزز ناظرین میں آپ کی خدمت ایک ایسی ینگ پیپلز ایسوسی ایشن کی بابت چند حالات پیش کرتا ہوں۔ جو کہ کچھ عرصہ سے ایک نیک جدوجہد میں ہے اور جس کے لئے آپ سے تن من دھن سے مدد کی توقع کی جاسکتی ہے۔

موضع منٹگمری والا ایک بڑی بھاری مسیحی بستی علاقہ جھنگ بار ضلع لائلپور میں واقع ہے۔ یہ گاؤں قریباً ۲۵ برس سے آباد ہے جس کی تمام مسیحی آبادی دو ہزار سے زیادہ ہے۔ بڑا بھاری گرجا گھر گاؤں کے عین وسط میں ہے۔ بالمقابل مسافر خانہ ہے۔ بوائز اینگلو ورنیکولر مڈل سکول اور گرلز سکول جاری ہیں۔ ایک عالیشان لیڈیز ہوس گاؤں کے باہر ایک خوشنما باغیچہ میں واقع ہے۔ ایک پاسٹر ہوس اور بڑی کوٹھی مشنری کے رہنے کے لئے گاؤں کے بیچ میں ہے۔ علاوہ دوسرے سکولوں کے ایک بڑا بھاری سنڈے سکول ہے جس کی بابت خیال کیا جاسکتا ہے کہ پنجاب میں اس سے بڑا سنڈے سکول اور کوئی نہیں ہوگا۔ یعنی ہر اتوار باقاعدہ اڑھائی تین سو کے قریب لڑکیاں لڑکے دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

عموماً زمانہ میں دیکھا گیا ہے۔ کہ جب کوئی سوسائٹی یا چند محبان قوم اپنی قوم کی بہتری و بہبودی کی ناؤ کو بحر ترقی میں منارہ و کنارے کی طرف کھینا شروع کرتے ہیں تو باد مخالف بھی اپنے پورے زور سے چھوٹ پڑتی ہے۔ لیکن آفرین صد آفرین بہادر ناخدا کشتی کو کنارے پر ہی پہنچتے ہیں۔ جائے افسوس ہے کہ مسیحی قوم کی بہتری و ترقی کی کوشش کا ڈنکا بجایا تو ادھر مخالفت کے ٹٹوؤں نے بھی ہنہنا کر دولتیاں چلانی شروع کر دیں۔ گاؤں مذکور کی سیوا امیتی سے بھی جس کا ذکر آگے ہے کسی قدر یہی سلوک ہوتا رہا۔ مگر ہمت کے پیٹے ان باتوں کی کب پرواہ کرتے ہیں۔

عرصہ دو سال کا ہوا ہے کہ یہاں کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کی ایک ایسوسی ایشن مقرر کی گئی تھی اور جس کا نام "سیوا سمیتی" رکھا گیا تھا۔ اس سیوا امیتی کا مقصد اعلیٰ یا اصول گاؤں کی دینی و دنیوی ترقی کے کاموں کو پایہ تکمیل تک پہنچانا ہے۔ ان دنوں میں جس اس گاؤں میں تھا جبکہ باوجود مجموعی و شخصی مخالفت کے بھی اس سیوا امیتی کی لاانتہا کوشش سے گاؤں کا پرائمری سکول جو کہ برسوں سے اسی حالت میں تھا ایک اینگلو ورنیکولر مڈل سکول عالیجناب ڈبلیو۔ پی ہیرس صاحب کی کوشش بلیغ سے بڑھا دیا گیا۔ اگر میں غلطی نہ کروں تو کہہ سکتا ہوں کہ سکول کے موجودہ منیجر جناب پادری جواہر مسیح صاحب ہیں جو کہ اپنی عالی دماغی سے سکول کی بہتری کے لئے خوب کوشاں ہونگے۔ سکول کا خرچ گاؤں برداشت کرتا ہے۔ طلباء کی تعداد درج داخل رجسٹر قریب سو صد کے ہے۔ جو کہ دن بدن بڑھتی چلی جارہی ہے۔ ٹیچرز لائق و ہوشیار ہیں اور قومی بہتری کو مدنظر رکھتے ہوئے قلیل تنخواہ پر بخوشی تن دہی سے کام کرتے ہیں۔ سکول میں سکاؤٹنگ سسٹم بھی جاری ہے۔

گاؤں مذکور کے مسیحی باوجود زمیندار ہونے کے مالی حالت میں کچھ کمزور ہیں۔ تاہم پورے طور سے اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کے دل سے خواہاں ہیں۔ مذہبی دل اور موجودہ زمانہ کے حالات کے مطابق تعلیمی ترقی کے دلدادہ ہیں۔ جس کا بین ثبوت یہ ہے کہ کچھ عرصے سے گاؤں کی سیوا امیتی کی کوششوں سے گاؤں میں ایک ہائی سکول تک بڑھانے کی کوشش ہے۔ ایک خاص بلڈنگ و فرنیچر کے لئے ایک بڑی بھاری یعنی پچیس ہزار روپے کی رقم کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ جو کہ صرف گاؤں والوں کے لئے سد سکندری دکھائی دیتی ہے۔ گذرے سال اس گاؤں کی سیوا امیتی میں اس کام اہم کو سرانجام دینے کے لئے ایک کوشش کا آغاز ہوا۔ جو کہ ابھی چند رکاوٹوں کے حل ہونے تک زیر بحث ہے یعنی کہ ممبران سیوا امیتی اس مالی مشکلات کو حل کرنے کی خاطر مسیحی کلیسیاؤں سے مدد کی التماس کریں اور متمول مسیحی اصحاب کے محلوں کے دروازوں پر جاکر صدائے مدد بلند کریں۔ یہاں میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ حبیب اللہ میاں آپ کی نظر رحمت ہوگئی تو سد سکندری جیسی کوہ ہمالہ بھی دس گنا بلند ہو کر سد راہ کیوں نہ ٹھہرے اس کے مہر و الفت کی ایک ہی جھلک سے مچل کر نقش قدم ہو جائیگا۔

آخر میں دعا ہے کہ خداوند کریم سیوا امیتی مذکور کو اس کار نیک کی سرانجام دہی کے لئے یگانگت کی روح عطا فرماوے اور موجودہ سکول ایک ہائی سکول تک بڑھ جائے۔ جس کی گاؤں میں اشد ضرورت ہے تاکہ غریب مسیحی نونہال جنکے والدین شہری سکولوں کے تعلیمی مصارف کے متحمل نہیں ہو سکتے معمولی کھانا کھا کر پھٹے پرانے کپڑوں میں بھی اعلیٰ تعلیم حاصل کر سکیں اور گردونواح کے غیر اقوام کے بچے گویا اسی رو میں بھی اس سکول میں انجیل کی تعلیم پاکر خداوند کے چشمہ حیات ابدی تک پہنچ سکیں۔

آہ کیا خوش کن بات ہو کہ تمام مسیحی کلیسیاؤں میں ایسی ایسی ینگ پیپلز ایسوسی ایشنز اٹھ کھڑی ہوں جن کے ممبران اپنے ذاتی فوائد کو بالائے طاق رکھ کر اپنی مسیحی ہمدردی کے ساتھ ایسی ایسی مسیحی خدمات بجالاویں جن سے خداوند کا جلال ظاہر ہو۔ آمین۔

ایک محب قوم مسیحی

کراچی شہر

مسیحیت کی تجدید

اور

"تاریخ کلیسیائے ہند کا ایک ورق"

گذشتہ سے پیوستہ

جب ڈی برٹو واپس گوا آیا تو مسیحیوں کی خوشی کی انتہا نہ تھی۔ آتے ہی وہ پھر مراوا کو گیا جہاں کے راجہ نے اسکی جان بخشی کرکے انجیل کی اشاعت کے برخلاف اسکو متنبہ کیا تھا۔ پر اس نے مراوا کے قریب کے ایک رئیس کے ساتھ دوستی کے تعلقات قائم کرکے اور مراوا کے قرب و جوار میں کام کرنا شروع کر دیا۔ یہاں اس نے آٹھ ہزار آدمیوں کو بپتسمہ دیا

بتیسمہ دیتے دیتے اُس کے ہاتھ بھی تھک جاتے تھے۔ اور اُس کے مددگار اُس کے ہاتھ کو سنبھالے رہتے تھے وہاں اس نے ایک گرجا بھی بنایا۔ اور پوشیدہ طور پر تین گرجے مراوا میں بھی قائم کر دیئے۔ مراوا کا شہزادہ تادیانیو سخت بیمار ہو گیا اور اُس کو بچنے کی امید نہ رہی اُس نے ڈی برٹو کے پاس آدمی بھیجکر اُس سے بتیسمہ پانے کی درخواست کی۔ اُس کے پاس ایک مددگار کارندہ بھیجا گیا۔ اور اُس کے ذریعہ وہ شفایاب ہو گیا۔ اس نے دوبارہ ڈی برٹو کو بلوا بھیجا اور وہ آ گیا۔ تادیانیو نے اُس کی ایک فرشتہ کی طرح تواضع کی۔ اس کی کثیر التعداد ازدواج تھیں جس کے سبب اُسکو بتیسمہ نہ ملا۔ آخرکار اُس نے اپنی بیویوں کو علیحدہ کر دیا اور اُن کا خاطر خواہ انتظام بھی کر دیا تب ڈی برٹو نے شاہزادہ تادیانیو کو بتیسمہ دیکر مسیحی کلیسیا میں داخل کر لیا۔ مخالفین نے تمام شہر میں جوش پیدا کر دیا۔ شاہزادہ کی ایک بیوی جو راجہ کی بھانجی تھی راجہ کے قدموں پر گر پڑی اور ڈی برٹو کے قتل کی خواہاں ہوئی۔ برہمنوں نے بھی آپس میں مشورہ کیا اور راجہ کے پاس جا کر کہا کہ سب رنگ فرنگیوں کے مذہب میں شامل ہو رہے ہیں۔ راجہ نے حکم دیا کہ گرجے جلائے جائیں اور قسیس اُس کے حضور پیش کئے جائیں۔ ۸ جنوری ۱۶۹۳ء کے دن ڈی برٹو نے پاک رفاقت میں لوگوں کو شامل کر کے سب کو ان کے گھروں میں رخصت کر دیا اور خود وہاں اکیلا رہ گیا۔ سپاہیوں کا دستہ اُسکو پکڑنے کے لئے گرجا میں آ داخل ہوا اور اُسکو مار پیٹ کر زنجیروں میں جکڑ دیا۔ دوسرے سپاہیوں نے تین اور مسیحیوں کو پکڑ کر اُن کو بھی زنجیروں میں جکڑ دیا۔ چار سپاہیوں نے چاروں قیدیوں کی زنجیروں کو پکڑ لیا اور خود گھوڑوں پر سوار ہو کر اُن کو پیدل گھوڑوں کے پیچھے دوڑا لے گئے۔ غریب ڈی برٹو بار بار زمین پر گرتا گھسٹتا گیا اور سپاہی اُسکو گرنے پر مارتے تھے۔ یوں وہ چار گھنٹے سفر کرتے رہے۔ اگلے دن ان کو گاڑیوں پر سوار کر کے لوگوں کو دکھا دیا جو انکو لعن طعن گالی گلوچ دیتے رہے۔ وہ ۱۱ جنوری کو راجدھانی میں آئے اور وہاں مسیحیوں کو تنگ تاریک کوٹھڑیوں میں بند کیا گیا۔

برہمنوں نے راجہ سے درخواست کی کہ اسکو جادو کے زور سے مار ڈالا جائے۔ راجہ نے اجازت دی۔ لیکن جادو سے اس پر خاک بھی اثر نہ ہوا۔ پھر برہمنوں نے کہا کہ وہ پانچ دن کے اندر اندر مر جائیگا۔ جب پانچ دن گذر گئے اور ڈی برٹو پھر بھی صحیح سلامت رہا۔ تو راجہ نے اسکو اپنے پاس بلایا۔ فوجی افسر اُسکو لینے گیا۔ اور جب اُسکی گال پر اُس نے زور سے طمانچہ مارا تو ڈی برٹو نے دوسرا گال بھی پھیر دیا۔ راجہ نے اُس سے پوچھا کہ تو کس جادو کے زور سے ابتک زندہ ہے کیا بندوق کی گولی تجھ پر اثر کر سکتی ہے۔ ڈی برٹو نے جواب دیا کہ ہاں اور اپنا سینہ ننگا کر دیا۔ سینہ پر اُس کی مالا لٹکتی تھی۔ راجہ نے خیال کیا کہ وہ کوئی جادو ٹونا ہے۔ اور حکم دیا کہ اسکو قتل کیا جائے۔ ان دنوں میں اُس نے ایک جرنیل کو خط لکھا کہ راجہ مجھے قتل کیا چاہتا ہے تاکہ اس سرزمین پر کوئی مبلغ زندہ نہ رہے ...... میں خود تو ایک بڑا گنہگار شخص ہوں لیکن میرا بھروسہ خدا پر ہے جو فقیروں کو بھی طاقت بخشتا ہے بے شمار شخص اب مسیحی ہو رہے ہیں۔۔۔ کیا اس کے سامنے یورپ کی ساری شان و شوکت کچھ حقیقت رکھتی ہے؟"

جب راجہ کے حکم کے مطابق سپاہی ڈی برٹو کو قتل کرنے کیلئے لے چلے تو مسیحی شاہزادہ تادیانیو نے اُن کو اس فعل سے باز رکھا۔ وہ راجہ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اگر ڈی برٹو قتل کیا گیا تو خدا تجھ کو بھی سزا دیگا۔ راجہ نے مکر و دغا سے کام لیکر کہا کہ میں نے اسکی جان بخش دی اور صرف اسکو ملک بدر کرتا ہوں۔ لیکن جب اس کے دوست ڈی برٹو کے ہمراہ جانے لگے تو اُن کو واپس بھیج دیا گیا کیونکہ وہ درحقیقت ایک اور راجہ کے پاس قتل ہونے کی خاطر بھیجا گیا تھا۔ یہ راجہ ایک کوڑھی تھا اور اس نے وعدہ کیا کہ اگر اس کا کوڑھ جاتا رہے گا تو وہ ڈی برٹو کی جان بخشی کر دیگا۔ جب یہ نہ ہو سکا تو اس نے حکم دیا کہ تم شیو کی پرستش کرو۔ لیکن اُس نے صاف انکار کر دیا اس پر راجہ نے حکم دیا کہ اُسکو قتل کیا جائے۔ ۳ فروری کی رات کو ڈی برٹو نے کوئلہ سے یہ الفاظ لکھے "۳ فروری کو آیا۔ موت کا منتظر ہوں"۔ اگلے دن یعنی ۴ فروری کو جب قتل کا حکم ہوا تو ڈی برٹو نے زمین پر گر کر خدا کا شکر ادا کیا۔ ایک سپاہی کو حکم ملا کہ اسکا سر تن سے جدا کر دو۔ ڈی برٹو نے دعا مانگنے کی مہلت مانگی اور جب دعا کر چکا تو وہ جلاد سے بغلگیر ہوا اور اُسکے آگے گھٹنے ٹیک دیئے۔ جلاد نے تلوار کا ایک ہاتھ مارا اور ڈی برٹو شہید کا سر چھاتی پر لٹک گیا۔ پھر جلاد نے ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر لاش کو درخت پر ٹانگ دیا۔ مسیحیوں نے اُسکی ہڈیاں گوا بھیج دیں جو فرانسس زیویر کی قبر کے پاس دفن کی گئیں۔

جب ڈی برٹو شہید کیا گیا تو تبلیغی مساعی کچھ مدت کے لئے بند کی گئیں۔ لیکن تھوڑے عرصے کے بعد ہی زور شور سے پھر جاری ہو گئیں۔ ڈی برٹو کا جانشین یوسف بیشی ایک اطالوی قسیس تھا۔ جو ہندوستان ۱۷۱۱ء میں آیا تھا۔ اُس نے ڈی نوبلی کے تبلیغی طریق پر عمل کرنا شروع کیا۔ لیکن اس کے طریقوں اور ڈی نوبلی کے طریقوں میں ذرا فرق تھا۔ ڈی نوبلی سنیاسی بنکر رہتا تھا اور اسکی یہ کوشش تھی کہ ریاضت اور نفس کشی میں ہندو سنیاسیوں کو بھی مات کر دے۔ لیکن بیشی کا طرز عمل ایسا نہ تھا۔ اُس نے دیکھا کہ ہندوؤں کے اعلے پروہت عیش و عشرت اور شان و شوکت سے رہتے ہیں تو اُس نے بھی یہ سوچا کہ وہ بھی اسی طرح زندگی بسر کر کے ہندوؤں کو اپنی طرف کھینچے۔ وہ ایک آراستہ پالکی میں سفر کرتا تھا اور اُس کے خدام اس کے آگے آگے اُس کا ریشمی چھتر اُٹھا کر چلتے تھے۔ پالکی کے دونوں طرف خدام مورچھل لئے چلتے تھے۔ اور بیشی خود لباس فاخرہ پہنکر ایک بیش قیمت چیتے کی کھال پر پالکی کے اندر جلوہ فرما ہوتا تھا۔ بہت اشخاص اس کے پاس آتے تھے۔ اور بتیسمہ پا کر مسیحی کلیسیا میں شامل کئے جاتے تھے۔ وہ ایک نہایت زبردست عالم بھی تھا اور اس کی

زبان دانی کی شہرت بہت دور پھیل گئی تھی وہ اپنے زمانہ میں تامل کا بہترین عالم تھا اور اس زبان کو ہندوستانیوں سے زیادہ جانتا تھا۔ اس کی متعدد تصنیفات میں لغات، حرف و نحو، نظم و نثر کی کتابیں شامل ہیں۔ جب وہ شائع ہوئیں تو جنوبی ہند کے باشندے اس کے عاشق ہو گئے۔ اُس کے علم و فضل کے باعث ویلور کے نواب چندا صاحب نے اُسکو ریاست میں ایک اعلٰے عہدے پر مقرر کر دیا اور ترچناپلی کے ضلع میں اس کو چار گاؤں کی جاگیر عطا کی۔ جسکی سالانہ آمدنی بارہ ہزار روپیہ تھی۔ بیسکی اس روپیہ کو اور اپنی شہرت کو ہمیشہ تبلیغی مساعی میں استعمال کرتا رہا۔ مدورا کا تبلیغی صدر مقام اس کے زمانہ میں عروج پر رہا۔ لیکن جب وہ ۱۷۴۲ء میں مر گیا تو تنزل شروع ہو گیا۔

برکت اللہ

آرکاٹ امریکن مشن کا دورہ

نمبر ۴

ابھی ایک مشکل اور باقی ہے۔ اگر وہ بھی ختم ہو گئی تو گڑدی اتم کے کام کا بھی خاتمہ ہو جائیگا اور وہ مشکل یہ تھی کہ آٹھ بجے رات کو اسی متفق مسلمان کے مکان میں ہم کو کھانے کی دعوت دی گئی تھی۔ جس کے مکان کے سامنے شام کو چار روشنی کے بعد یہ جنگ شروع ہوئی تھی۔

گوڑی اتم کوئی بڑا شہر نہیں ہے صرف بیوپاری لوگوں کی آبادی اور کثرت آمد و رفت سے یہ جگہ مشہور ہو گئی ہے۔ یہاں بیل تلی اور دیگر اقسام کی پھلیاں جنکا تیل نکلتا ہے بہت پیدا ہوتی ہیں۔ چاول راگی اور غلہ جات کی بھی اچھی صورت ہے۔ ندی نالے تو اس ملک میں بہت ہیں جنکی بابت میرے دوست پادری صاحب نے مجھکو یہ لطیفہ سنایا تھا۔

ندی میں پانی نہیں۔ دیول میں خدا نہیں اور پولیس میں قوت نہیں۔ پس یہی تین چیزیں ہیں جو اس ملک کے عجائبات میں شمار کی جاتی ہیں۔

سو کاشتکاری کا انحصار ٹنکوں کے پانی پر ہے اور بڑی محنت و جانکاہی کا کام ہے۔ غرض تمام تر جنگ کی فتحیابی کی خبر گھر گھر پہنچ چکی تھی اور خوف تھا کہ اگر رات کو جاتے وقت ان مخالفوں نے ہم کو دیکھ لیا تو فوراً بلوہ مچا دینگے۔ میں تو بالکل بےفکر تھا۔ کیونکہ پہلے کئی موقعوں پر مسلمانوں کے جوش و خروش کو دیکھ چکا تھا۔ دوسرا یہ کہ تین انگریز بہادروں کے جیتے جاگتے میں اکیلا کس طرح مر سکتا ہوں۔ لیکن خدا کے فضل سے بخیریت تمام ٹھیک وقت پر میزبان صاحب کے مکان میں جا داخل ہوئے۔ اس نوجوان بہادر مسلمان نے بڑے اطمینان سے ہم کو بلایا اور مکان کا دروازہ بند کر کے دو جوانوں کو حکم دیا کہ کوئی آدمی اندر نہ آنے پائے۔

کھانا کھاتے وقت صاحب خانہ نے ہم کو یہ قصہ سنایا کہ جس شخص کی وجہ سے آج شام کو یہ فتنہ برپا ہوا اس شہر میں نامور گنڈا ہے۔ ہمارے مکان کے بازو اسی کا مکان ہے اور سودا اور ادھار کرتا ہے۔ مہاتما گاندھی جی تو ایک صلح جو آدمی ہے۔ لیکن اُس کے شاگردوں پر اُسکی تعلیم کا اثر اُلٹا ہوتا ہے۔

پادری سکاڈر صاحب نے دریافت کیا کہ تم نے گاندھی جی کو دیکھا ہے۔ صاحب خانہ نے جواب دیا کئی بار دیکھا ہے اور اُن کی تقریریں بھی سنی ہیں۔ نیز شوکت علی صاحب بھی اس ملک کا دورہ کر گئے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ جس قدر انقلاب کی صورت مشکل اور ڈیل ڈول بڑی ہوتی ہے۔ اسی قدر خرچ اخراجات کا بوجھ بھی بھاری ہوتا ہے۔ لہذا اصل صورت کا ان دینی لیڈروں نے زبانی نقشہ کھینچ کر دکھلا دیا اور روپیہ کے بوجھ سے سبکدوش ہونا انقلاب پسندوں کا فرض تھا سو وہ بھی بہت کچھ ادا کر دیا گیا۔ باقی رہا نتیجہ جس کا نام سوا راج ہے تو مہاتما گاندھی جی اور شوکت علی صاحب اُس کے ٹھیکہ دار نہیں ہیں۔

غرض ایسے ہی کچھ اور باتیں ہوتی رہیں اور رات کے گیارہ بجے ہم لوگ مکان پر واپس آ گئے۔ چونکہ پادری سکاڈر صاحب نے رات کو حکم دیا تھا کہ صبح ساڑھے سات بجے ہم یہاں سے روانہ ہو جائینگے۔ اس لئے ہم لوگ وقت پر اپنا اپنا بستر وغیرہ بندھ بندھا کر تیار ہو گئے۔

آج ہم کو اسی میل کا سفر طے کرنے کے بعد کھانا ملیگا۔ چتور ایک ایسا بڑا شہر ہے جیسا پہلے وقتوں میں پنجاب میں لودھیانہ تھا۔ امریکن مشن لڑکیوں کا ہائی سکول اسی جگہ ہے۔ لہذا یہ مدرسۃ البنات ضرور قابل ذکر ہے۔ لیکن اس وقت نہیں آج ۳۰ تاریخ ستمبر ہے اور ۳ تاریخ اتوار کے روز لوٹتے ہوئے تین گھنٹہ ہم کو یہاں رہنا ہے۔ اس وقت اچھی طرح اپنی آنکھوں سے دیکھ بھال کر اس مدرسہ کا خلاصہ لکھینگے۔ چتور گوڑی اتم سے ۳۰ میل پر واقعہ ہے۔ ٹھیک دو گھنٹہ میں موٹر گاڑی وہاں آ ٹھہری۔ چند منٹ ہم کو بھی آرام مل گیا اور گرم گرم چاء کا ایک ایک پیالہ پی کر وہاں سے روانہ ہوئے۔

محل۔ یہ شہر بھی گذشتہ نوابوں کی اُجڑی ہوئی دیار کا بقیہ اپنی باہیں پھیلے اب تک سسکیاں لے رہا ہے۔ لیکن چونکہ اس کی دلجوئی ہمدردی اور آئندہ آسمانی پیغام کی خوشخبری سنانے کو تین دن تک یہیں رہنا ہے لہذا کوئی جلدی نہیں ہے۔ پہلے ہم سفر کے گرد و غبار سے پاک صاف ہو لیں اور کچھ کھا پی کر تازہ دم ہو کر اُسکی خبر لینگے۔ (باقی باقی)

زراعتی کالج لائلپور میں جنوبی افریقہ کے ارکان وفد کی آمد

(از محکمہ اطلاعات پنجاب)

جنوبی افریقہ کے ارکان وفد نے لائلپور میں اپنی تشریف آوری کے دوران میں وہاں کے زراعتی کالج کو دیکھا مسٹر ملن صاحب ڈائرکٹر محکمہ زراعت نے کالج مذکور کے معائنہ میں وفد کی راہنمائی کی اور مختصر الفاظ میں محکمہ زراعت کی مساعی کا ذکر بھی ان سے کیا۔ ڈائرکٹر صاحب موصوف نے یہ بھی بتایا کہ گندم کپاس آلو وغیرہ کی مختلف اقسام اور دیگر ایسی فصلوں کے پیدا کرنے میں جنکی ماہرین زراعت تحقیقات کر رہے ہیں۔ اب تک کیا ترقیات ہوئی ہیں۔



اسکان وفد نے فصلوں کو تباہ کرنے والے کیڑوں اور جراثیم وغیرہ کے دلچسپ نمونے ملاحظہ کئے۔ گندم کے اُن ترقی یافتہ نمونوں کو بھی دیکھا جنہیں محکمہ زراعت پنجاب نے تدریجی ترقی کے اصول پر پیدا کیا ہے۔ اور اُن کی بہت تعریف کی۔ وفد مذکور کے ایک رکن کو نو ۸ اے کی مشہور قسم سے قدر پسند آئی کہ اس نے جنوبی افریقہ میں خود اپنے کھیت میں بونے کی غرض سے اس خاص قسم کا بیج بھی کافی مقدار میں حاصل کر لیا۔ ممبران وفد نے کالج کے عجائب خانہ میں قدیم و جدید زراعتی آلات کو ملاحظہ فرمایا اور نیز وہ نقشے دیکھے جن میں ایسی تفصیلات و تشریحات درج کی گئی ہیں جن سے اس ترقی کا حال معلوم ہو جو صوبہ پنجاب کی بڑی فصلوں کی کاشت میں گذشتہ پندرہ سال کے عرصہ میں کی گئی ہے۔ عجائب خانہ میں آب رسانی بذریعہ لفٹ یا ٹیوب ویل اور کھدائی کی مشینوں کی مختلف اقسام کے نمونے بھی رکھے ہوئے تھے اسکان وفد نے ڈیری (جہاں ہر قسم کے سامان وغیرہ دستیاب ہے مہیا ہے) اور گایوں کے گلہ کا معائنہ کیا اور یہ معلوم کر کے بہت محظوظ ہوئے کہ جب سے کالج جاری ہوا ہے۔ دودھ کی پیداوار میں بہت ترقی ہوئی ہے۔ آپ نے ورکشاپ کا معائنہ کیا جہاں ہندوستانی کاریگر مکینیکل اور غیر معمولی قسم کے کام میں مصروف تھے۔

ایک پادری کی رہائی

پادری فرہین ڈیمیس اور مسٹر ڈیویس رہا ہو گئے ہیں لیکن انگریزی پادری واٹرنگ جو ۲ اکتوبر کو چین سیو کی لوٹ کے موقع پر گرفتار کیا گیا تھا اُسکی رہائی کا فدیہ چینی ۵ لاکھ ڈالر اور ۱۰۰۰ پستول مانگتے ہیں (رینٹ تار)

چین میں برطانی پالیسی

سر مائلز لیمپسن نے جو برطانوی سفیر چین کے لئے نامزد ہوئے ہیں چائنا ایسوسی ایشن کے سالانہ جلسہ دعوت میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ گورنمنٹ کو چینیوں سے بڑی ہمدردی ہے اور یہ کہ وہ فریقین جنگ کیساتھ غیر جانبدار رہے گی لیکن چین کی جنگ میں کوئی نہ بدست گورنمنٹ قائم نہ ہو وہ اپنے مفاد کی حفاظت کریگی

خبریں

شنگھائی ۱۷ اکتوبر۔ کانٹینوں نے صوبہ چکیانگ کے گورنر کو رشوت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا ہے۔ اس لئے وہ حریف پارٹی سے باغی ہو گیا ہے۔ اور شہر شنگھائی اور اس کے باشندوں کی سلامتی خطرہ میں پڑ گئی ہے اور گرد و نواح کا علاقہ بھی محفوظ نہیں ہے۔ اس لئے شنگھائی کو محاصرہ کی حالت میں مقابلہ کرنے کے لئے بسرعت تمام تیاریاں کی جا رہی ہیں اور توپوں کے دمدمے درست ہو رہے ہیں اور خندقیں کھودی جا رہی ہیں اور سارے شہر میں سخت سرگرمی نظر آتی ہے شنگھائی کے جنوب میں سلسلہ ریلوے منقطع ہو گیا۔ نانکنگ میں ایک ہزار کی تعداد میں شہر میں داخل ہو رہے ہیں۔ سوموار کے روز معرکہ کی جنگ ہونے والی ہے۔ یورپین علاقہ کی حفاظت کے لئے والنٹیر بھرتی ہو رہے ہیں۔

(رینٹر تار)

دہلی تھانہ حوض قاضی کی پولیس نے فدا حسین نامی ایک شخص کو جعلی اٹھنیاں بنانے کے الزام میں گرفتار کیا ہے۔

(۴)

جھالراپاٹن (ریاست جھالاواڑ) سے تازہ اطلاعات مظہر ہیں کہ وہاں ایک نیا سرکاری ہائی اسکول جاری کیا گیا۔ جس کی افتتاحی رسم نواب صاحب ٹونک نے اپنے ہاتھوں سے ادا کی اور اس اسکول کا نام بھی نواب صاحب ٹونک کے نام پر "امیر الدولہ ہائی اسکول" رکھا گیا۔

(۵)

پونا ۱۹ اکتوبر۔ شاہی کمیشن زراعت ۲۱ اکتوبر کی صبح کو پونا پہنچیگی اور ۲۳ کو کوآپریٹو کانفرنس میں شریک ہوگی اور ۲۵ کو زراعتی کالج کا معائنہ کریگی اور ۲۶ کو مقامی مدرسہ زراعت اور منجری خسرو گر فارم اور ایک گاؤں دیکھا ۲۸ کو پونا سے روانہ ہو کر بمبئی پہنچیگی۔ ۱۰ اور ۳ اکتوبر کی صبح کو سرکاری گواہوں میں سے ڈاکٹر ہارولڈ مان ڈائرکٹر زراعت کا بیان لیگی۔ اور محکمہ زراعت کے ڈاکٹر برتر اور مسٹر گورنٹر رجسٹرار کوآپریٹو سوسائٹیز کی شہادتیں لیگی۔

(۶)

لاہور ۲۰ اکتوبر۔ کل وائسرائے صاحب میو ہسپتال لاہور میں زخمیوں کو دیکھنے گئے تھے۔ کل صبح ہسپتال میں زخمیوں کی تعداد ۲۲ تھی۔ جن میں سے کل شام کو ایک آدمی مر گیا۔ اور ایک آدمی آج صبح مر گیا۔ گویا کل صبح سے اسوقت تک دو آدمی اور مر چکے ہیں۔ اس وقت تک کل اموات ۹ ہو چکی ہیں۔ اور اب باقی ۲۰ آدمی ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔

کل ایک بجے تک یہ تفصیل تھی

کل مرے اور زخمی ہوئے	۵۳
کل جو ہسپتال میں داخل ہوئے	۳۶
(باقی باہر سے علاج کراتے ہیں)	
کل اموات	۷
جو تندرست ہو گئے	۳
ہسپتال میں جو زیر علاج ہیں	۳۲

۱۶ اکتوبر کے حادثہ بم سے جو آدمی زخمی ہوئے اور مرے اُن کی تفصیل میو ہسپتال کے انچارج ڈاکٹر کے پاس ۱۹ اکتوبر کو ایک بجے بعد دوپہر حسب ذیل تھی۔

(۱) اللہ بخش (سخت زخمی) (۲) بلونت رام کے زخمی ہو کر چلا گیا (۳) ہر سنگھ (۴) چونی لال (سخت زخمی) (۵) دولت رام (۶) ڈھونڈا (۷) فقیر چند (۸) نرنگی رام (۹) گوکل چند (۱۰ اکتوبر کو مر گیا) (۱۱) گلابا (۱۲) ضہرالدین (۱۲) امام الدین (سخت زخمی) (۱۳) کرتاری (۱۴) لال چند (سخت زخمی) (۱۵) مجھن داس (۱۶) محمد دین (۱۷) محمد دین (تندرست ہو کر چلا گیا) (۱۸) مدن لال (سخت زخمی) (۱۹) مولراج (۲۰) تھا سنگھ (۲۱) تھا سنگھ (۲۲) پربھ سنگھ (۲۳) پیرانہ (۲۴) پورن چند (۲۵) رام کشن (۲۶) رام کرپال (۱۷ اکتوبر کو مر گیا) (۲۷) رام رکھا (سخت زخمی ہوا) (۲۸) رام سنگھ (۲۹) رام پیارا (۳۰) سادھو رام (سخت زخمی ہوا) (۳۱) شاہد اس (۳۲) شتا رام (۳۳) سودیشی (۳۴)

سراج الدین (سخت زخمی ہوا لاش ۳۰) مادھو لال (۱۸ اکتوبر کو ہسپتال میں داخل ہوا) (۳۶) امر سنگھ (۳۷) دولت رام (۳۸) عبد الحمید (۳۹) ڈولا (۴۰) عطا محمد (۴۱) مکندی (عورت) (۴۲) ہشنا داس (۴۳) ریکھا (۴۴) سکھی (۴۵) پورن سنگھ (۴۶) کرتارسی (۴۷) اننت رام (۴۸) پرجا (۴۹) پیارے لال (۵۰) محمد الدین (۵۱-۵۲-۵۳) تین نامعلوم آدمی ہسپتال کے رستے میں مرگئے۔

(۲)

مدراس ۱۸ اکتوبر۔ ہندو مدراس کو اطلاع ملی ہے کہ اغالباً دیوان بہادر رنگاسوامی میسور و نیز بورڈ اور بی سوامی ہیڈ وزراعتی شاہی کمیشن کے ان ممبروں میں اس حالت کی تحقیقات کے دوران میں ترائیہ ممبر مقرر کئے جائیں گے۔

(۳)

الہ آباد ۱۸ اکتوبر۔ ڈاکٹر سر تیج بہادر سپرو نے الہ آباد میونسپل بورڈ کے خلاف جو استغاثہ دائر کر رکھا ہے کہ انہیں پانی کافی مقدار میں اور عمدہ نہیں ملا۔ سب آرڈینیٹ جج نے حکم سنایا کہ یہ دیوانی معاملہ ہے اور وہ خود حکم امتناعی جاری کر سکتا ہے۔ واقعات کی شہادت لینے کے لئے مقدمہ کو آئندہ پیشی پر ملتوی کیا گیا۔

(۴)

بوڈاپسٹ میں لڑکیوں کے سکولوں کے ڈائرکٹروں نے ایک حکم کے ذریعہ لڑکیوں کو گھٹنوں سے اوپر تک آنے والی سکرٹ (چھوٹی گھگری) پہن کر آنے کی ممانعت کی گئی ہے۔ یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ لڑکیاں اپنے والدین کے ساتھ قہوہ خانوں اور ہوٹلوں میں نہ جائیں علاوہ ازیں لڑکیوں کو بال کٹوانے کی بھی ممانعت کی گئی ہے۔ مؤخر الذکر حکم سے لڑکیوں کو کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ کیونکہ ایک جرمن سائنسدان کے اس اعلان سے کہ اس نے دریافت کیا ہے کہ چند سال تک بال اور گردن کے پچھلے حصے کو منڈوانے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ عورتوں کے مونچھیں اور ڈاڑھی نکل آئیگی۔ خوفزدہ ہو کر عورتوں نے از سر نو بال بڑھانا شروع کر دیا۔ (۵)

نواح بوڑہ میں جو آٹھ آدمی زخمی ہوئے اور ان میں سے ایک مرگیا۔ فوت شدہ کا نام شیخ اسحق ہے۔ جس کے سر پر لاٹھی لگی تھی۔ سمجھا جاتا ہے کہ یہ شخص بے تحاشا طور پر خوانچہ فروشوں پر چھرے سے حملے کر رہا تھا۔ ان میں سے ایک نے اس کے لاٹھی لگائی۔ پہلے حملے میں ایک ٹریوے ڈرائیور پر چھرے پھینکے گئے۔ جس کی وجہ سے اس کی ایک آنکھ پر بری طرح زخم آیا۔ گھوڑیاں پاڑہ کی مسجد کا کلاک ٹاور ٹوٹ گیا۔ اس روز چھ آدمی گرفتار ہوئے اور ۳۷ اتوار کی شام کو پکڑے گئے۔ آج امن ہے اور اکثر دکانیں کھل گئی ہیں۔

(۶)

زراعت اور باغبانی کی مشکلیں حل ہو گئیں

جدید سائنٹیفک علم زراعت کے ماہر پروفیسر جی۔ ایم ملک صاحب ایم۔ ایس سی اگریکلچر امریکہ جو ۵ سال تک امریکہ میں رہ کر زراعت اور باغبانی کی انتہائی تعلیم پاکر آئے ہیں اور ہندوستان میں انہوں نے حیدرآباد سے لیکر کشمیر تک سفر کرکے باغات کی تحقیقات بھی کی ہے۔ جدید سائنٹیفک اصولوں پر زراعت پیشہ معززین کو بیش قیمت مشوروں سے فائدہ پہنچا رہے ہیں۔ اگر آپ تھوڑے خرچ اور کم وقت میں اپنی زمینوں سے دوگنا اور چوگنا منافع حاصل کرنے کے خواہشمند ہوں تو فوراً ملک صاحب موصوف سے خط و کتابت کیجئے۔ ہم ملک صاحب کی زیر نگرانی اعلیٰ قسم کے پھولوں۔ ترکاریوں کے بیج خسین سے آزمایش شدہ کے علاوہ عمدہ عمدہ ہر قسم کے پودے بھی واجبی قیمت پر مہیا کرتے ہیں آزمایش شرط ہے۔ فہرست مفت بتہ ذیل سے طلب فرمائیے۔

امریکن سیڈ اینڈ نرسری کمپنی کوٹھی نمبر ۲۵ میکلوڈ روڈ
تلہ گوجر سنگھ لاہور

اندور کی ملہ مہین دنودل کے مزدوروں نے سٹرائک کردی ہے۔ یہاں یہ ہڑتال ۱۲ گھنٹہ کام کرنے کے خلاف پروٹسٹ کے طور پر کی گئی ہے۔

(بندے ماترم)

نئی کتابیں
چھپ کر آگئیں

ملک المحبت۔ خداوند یسوع کی زندگی کے حالات کہانی کے طور پر بہت ہی سادہ اور عام فہم اردو زبان میں جسے ہر بچہ سمجھ سکتا ہے اور حروف بہت ہی موٹے صاف و خوشخط ہیں تاکہ بچے اور بوڑھے اور کمزور نظر جوان بآسانی پڑھ سکیں۔ اتنے بڑے موٹے حروف میں اردو کی کوئی دوسری کتاب آپ کو نہیں مل سکتی۔ سکولوں میں بطور نصاب۔ دوستوں میں بطور انعام اور بچوں اور بڑوں میں بطور بڑے دن کے تحفہ کے اس سے بہتر کوئی دوسری کتاب نہیں ہے۔ بڑی تقطیع کے ۴۰ صفحوں کی خوبصورت کتاب ہے۔ جو ہر سکول کی لائبریری۔ ہر ریڈنگ روم کی میز اور ہر خاندان کی الماری کی زینت ہونی چاہیے۔ قیمت صرف ۸/ مجلد شفٹ ۱۲/ اور کپڑا عہ۔

ملک المحبت باتصویر۔ اس کتاب کی باتصویر جلد بھی تیار ہو گئی ہے۔ اس میں ولایت کی بنی ہوئی اور نہایت خوبصورت دس تصویریں کتاب کے اندر اور ایک تصویر سرورق پر ہے۔ قیمت ۱۲/ جلد شفٹ عہ۔ اور جلد کپڑا عہ۔

ایک تاریخی واقعہ اور اسکا اخلاقی نتیجہ } از مسز اے۔ ٹی اپین صاحبہ مسیح کی زندگی کی تاثیر اور اس کے شاگردوں کی زندگی کی تاثیر دنیا میں صفحہ ۲۱ قیمت ۲ پائی۔

بے گناہ نبی۔ از ڈاکٹر گروڈس صاحب۔ صفحہ ۱۶ قیمت ۳ پائی۔

مسیح کے نام۔ از ڈاکٹر سیموئیل زویمر صاحب صفحہ ۱۶۔ ۳ پائی۔

ملنے کا پتہ

سکریٹری پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی
انارکلی۔ لاہور

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

یہاں پہنچ کر ہمیں تعلیم ملتی ہے کہ ایمان کے علاوہ اعمال کی بھی ضرورت ہے۔ جیسا یعقوب رسول اپنے خط کے ۲: ۱۴-۱۷ میں لکھتا ہے۔ اگر ہم یہی کہیں کہ ہم ایمان رکھتا ہوں قادر مطلق باپ پر وغیرہ تو یہ کافی نہیں۔ ہمیں اسبات کو پورا کرکے دکھانا ہے۔ ہمیں اپنا دستور العمل اس کے مطابق بنانا ہے۔ جیسا پولوس رسول اکرنتھیوں ۱۵: ۲ میں کہتا ہے۔ اگر کہیں کہ میں یسوع مسیح پر ایمان رکھتا ہوں" اور اُس کی دی ہوئی تعلیم کے مطابق زندگی بسر نہ کریں تو ہمارا ایمان فضول اور لایعنی ہے۔ دیگر ہمارے اعمال اسکی تعلیم کے مطابق ہوں تو ہم اپنے آپ کو مسیحی کہلانے کے مستحق ہیں۔ ہمارا ایمان تب ہی اصل ایمان ہو سکتا ہے۔ اگر ہم اُسکی تعلیم کو پوری طرح سے پیروی کریں۔

ایمان کے ساتھ ہی استقلال کی اشد ضرورت ہے بعض لوگ جلد باز ہیں وہ ایمان کو لاتے ہیں۔ لیکن چاہتے ہیں کہ اُن کی مرادیں جلد پوری ہوں۔ ان کا ایمان گہرا اور عمیق نہیں ہوتا۔ اُن کا ایمان سطحی ایمان ہوتا ہے۔ فقط استقلال کی ضرورت ہے۔ "کھٹکھٹاؤ تو تمہارے لئے کھولا جائیگا" ہمیں بغیر شک و شبہ کے کھٹکھٹانا چاہئے۔ خداوند ضرور ہماری سُنیگا اور جواب دیگا۔ "وہ ہمارے دلوں اور گردوں کا جاننے والا ہے"۔ بعض اوقات ہمارا ایمان آزمایا جاتا ہے تاکہ جو ملاوٹ ہو نکل جائے اور باقی سونے کی مانند پاک رہ جائے۔ جیسا پطرس ۱: ۶-۷ میں لکھا ہے۔

دنیا میں اکثر وہی لوگ کامیاب ہوتے ہیں جو اپنے ارادوں میں استوار اور مستقل ہوتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ جب تک ہمارا دل پورے طور سے اسکی طرف مائل نہ ہو ہم نجات حاصل کرسکیں۔ فضل انسان کو نجات کے لئے ویسا ہی مستفید کرتا ہے جیسا وہ اندھا فقیر جو آنکھیں پانے کی اُمید سے مسیح کے پاس آیا اور آخر بینا ہو گیا۔

ذکر ہے کہ ایک اُمیدوار نے کسی کاروباری شخص کے دروازے پر جاکر دستک دی۔ ملازم آیا تو اُس نے کہا "میں تمہارے آقا سے ملنا چاہتا ہوں"۔ جواب ملا کہ "تم نہیں مل سکتے"۔ اُمیدوار نے اس جواب کی کچھ پرواہ نہ کی اور وہیں جا رہا۔ پھر دوسرا غلام آیا۔ اُس نے کہا "تم اُن سے نہیں مل سکتے۔ جو کچھ کہنا ہے مجھ سے کہو میں جواب دونگا"۔ لیکن امیدوار نے کہا کہ میں خود اُن سے ملونگا۔ اور آپ حیران ہونگے۔ کہ آخرکار کچھ دیر کے بعد مالک خود باہر آیا۔ اور وہ امیدوار اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ یہ سب کچھ ضرور استقلال کی وجہ سے ظہور پذیر ہوا۔

بہت عجیب بات ہوگی۔ اگر کوئی گنہگار۔ دل سے آمادہ ہووے اور خداوند اُسے قبول نہ کرے۔ اگر آپ فضل کے خواہشمند ہیں تو فضل آپ کو ضرور ملیگا۔ اگر آپ محروم رہنا نہیں چاہتے تو ہرگز محروم نہ رہینگے۔ موقع اور محل کا انتظار نہ کرو۔ بلکہ ایمان کے ساتھ چمٹے رہو۔ تب ہی خداوند یسوع مسیح کو پا جاؤ گے۔ پس ایمان کے ساتھ استقلال کی ضرورت ہے۔ جیسا پولوس رسول۔ اکرنتھیوں ۱۶: ۱۳ میں کہتا ہے۔

پس

ہم سبھوں کے لئے لازمی ہے کہ ہم ایمان میں استوار اور مستقل رہیں اور لگاتار ایمان سے دعا میں مشغول ہیں۔ ہم اپنے دلوں کو تمام شکوک و شبہات سے مبرا رکھیں۔ ہم کو چاہئے کہ توما رسول کی مانند نہیں بلکہ ایمان سے دعا مانگتے رہیں۔ یسوع مسیح پر ایمان رکھیں۔ اس کی تعلیم پر یقین رکھیں۔ وہی ہمیں نجات دیگا۔ ہمیں ایمان میں مستعد اور قوی رہنا چاہئے۔ اور کل اعتراضوں سے اپنے دلوں کو پاک رکھنا چاہئے۔ کیونکہ رسول کہتا ہے کہ ایمان اُمید کی ہوئی چیزوں کا اعتماد اور اندیکھی چیزوں کا ثبوت ہے۔

بی۔ این بھنوت۔ نادر

از اخبار

الہ آباد ۱۵ اکتوبر۔ ہز ایکسیلنسی وائسرائے امید ہے کہ ماہ دسمبر میں الہ آباد کا دورہ کرینگے۔ یعنی ۷-۱۰ دسمبر کو وہاں جائینگے۔

ہندو مسیحی

مندرجہ بالا عنوان کے دونوں مضامین مورخہ ۱۰ ستمبر اور ۲۴ ستمبر ہماری نظر سے گذرے۔ دونوں بھائیوں نے اپنے اپنے مضامین کے ذریعہ رومن حکومت کا ایک واقعہ یاد دلایا کہ جب دو پہلوان عام مجمع کو تماشہ دکھانے کے لئے تماشہ گاہ میں اُترتے تھے تو وہاں ایک بُت پہلے سے بنا ہوا ہوتا تھا جس کے ہاتھ میں ڈھال ہوتی تھی جس کے دونوں اطراف مختلف دھاتوں کے بنے ہوتے تھے۔ ایک طرف والا پہلوان کہتا تھا کہ یہ پیتل کی ڈھال ہے۔ دوسرا جو کہ اس ڈھال کی دوسری طرف کو دیکھ رہا ہوتا تھا کہتا تھا کہ نہیں یہ تانبے کی ہے اور اسی بات پر دونوں لڑ پڑتے تھے یہاں تک کہ ایک مارا جاتا تھا۔

پیارے بھائی حبیب کی غیرت جس کا نام عام طور پر تعصب کہلاتا ہے۔ اگر روحانی دانش کے ساتھ استعمال کی جاوے تو قابل تعریف اور تقلید ہے۔ خداوند فرماتا ہے۔ یہوواہ میں ہوں۔ یہ میرا نام ہے۔ اور اپنی شوکت دوسرے کو نہ دونگا۔ دیکھو یسعیاہ ۴۲: ۸ بیشک یہ یہوواہ کی ستائش ہے۔ پیارے بھائی منت کی فراخ دلی بھی قابل تعریف ہے آپ نے ہمارے ان بھائیوں کی کمزوری پر پردہ ڈالا جنکو اگر ہندو مسیحی کہا جاوے تو خوش ہوتے ہیں۔ آپ کی تفسیر لفظ ہندو اور ہندو مذہب کی بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن یہ معنے زیادہ تر تعلیم یافتہ ہی جانتے ہیں۔ عام طور پر سب بُت پرست اور دوسرے بھی جو آریا کہلاتے ہیں سب ہندو کے نام سے پکارے جاتے ہیں۔

جب میں سکول میں پڑھتا تھا تو کسی ٹیچر نے لفظ ہندوستان کو دو لفظوں ہندو اور استھان سے مرکب بتلایا تھا۔

ہندو مسیحی کے تو معنے یہی ہیں کہ ہندوؤں میں سے مسیحی ہوا۔ لیکن اکثر ان لفظوں کو اس بات کے ظاہر کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے کہ ہم ہندوؤں میں سے مسیحی ہوئے۔ یعنی نیچ ذات میں سے نہیں ہوئے اس لئے یہوداہ کا خط ۲۳ آیت کے بموجب ہمیں ایسی



پرشا کسے جو جسم کے سبب داغی ہو گئی ہے نفرت کرنا چاہئے

بیشک مقدس پولس ہی کے یہ الفاظ ہیں کہ میں سب کے واسطے سب کچھ بنا اور مسیحیت کے انکار کے ارادے کا ذکر بھی ہے۔ لیکن گلتیوں ۲ باب کے بموجب جب مقدس پطرس کسی ایسے معاملے میں شامل ہو گیا تھا جو ہندو مسیحی کے عام فہم معنوں سے کچھ کچھ مشابہت رکھتا تھا تو مقدس پولس نے اس کو سخت ملامت کی۔ ۲ کرنتی ۶: ۱۴ و ۱۵ میں لکھا ہے۔ راستبازی اور بے دینی میں کیا میل جول۔ .. مسیح کو بلیعل کے ساتھ کیا موافقت ... ان ہر دو مقاموں پر غور کرنے سے مقدس پولس کے ان دونوں باتوں پر ایک نئی روشنی پڑتی ہے۔

انگریز مسیحی۔ لوتھرن مسیحی وغیرہ اصطلاحات ان فرقوں کے بانیوں کی جائے سکونت اور قانون قاعدوں کے فرق کا اظہار ہیں۔

چیٹرجی۔ بینرجی وغیرہ ہندوستان کے نام ہیں۔ جو کہ ان نام والوں کی ذاتیں ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن انگلستان میں جارج بادشاہ کا بھی نام ہوتا ہے۔ اور غریب کا بھی۔ کیا ہی اچھا ہوتا کہ ہمارے صفدر میدان رزم و کارزار اُس خداوند کی مدد سے جس نے ان کے ہاتھوں کو جنگ کرنا اور اُن کی انگلیوں کو لڑنا سکھایا۔ اپنی شمشیر قلم کو سب کے دشمن یعنی گناہ کے بانی کا سر کاٹنے کے لئے استعمال کرتے اور اپنے گرد بھائیوں کو مسیح کی صلیب کے ذریعے گناہ، جسم، دنیا اور شیطان پر غالب آنے کا بھید بتانے میں اپنے قیمتی وقت اور نور افشاں کے قیمتی صفحوں کو استعمال کرتے۔

راقم۔ ایک مسیحی

ویسرائے ہند کی لاہور میں تشریف آوری

۱۸ اکتوبر بروز جمعہ مبارک تھا کہ جس میں حضور ویسرائے ہند لاہور میں تشریف فرما ہوئے۔ حکام بالا دست نے حضور کا سٹیشن پر ہی خیر مقدم کیا۔ صبح کے ۸½ بجے سلامی کی توپوں کے خاتمہ کے ساتھ ہی حضور انور گورنر پنجاب کے ساتھ چھ گھوڑے کی گاڑی پر سوار ہو کر ایمپرس روڈ سے گورنمنٹ ہوس کی طرف تشریف لے گئے۔ رسالہ اور توپ خانہ کی ہمرکابی میں جلوس میں نمائش تھی۔ ایمپرس روڈ کے ہر دو اطراف میں پنجاب بوائز سکاؤٹس کی افواج صف آرا تھیں۔ داہنی طرف کے شائقین دیدار کو حضور نے یہ شرف بخشا تھا کہ حضور کا دیدار کریں اور اُن کا سلام قبول فرمائیں۔ ہماری دلی دعا ہے کہ حضور انور کے سر پر خدا کا سایہ ہو اور حضور کا زمانہ اہل ہند کی امیدوں کی تکمیل کا زمانہ ہو اور خدا ہموطنوں کو حضور کے زمانہ میں زیادہ تیار کرے کہ وہ اپنے وطن و ملک کی اہم ذمہ داریوں کو اُٹھانے کے قابل ہو جائیں کہ ہموطنوں میں وسعت نظری اور باہمی موافقت و موانست زیادہ پیدا ہو جائے کہ وہ باہمی نفاق پر پورا غلبہ حاصل کریں کہ وہ حضور کی گورنمنٹ کے ساتھ ملکر اہل وطن کی بہتری و بہبودی کے کام میں اپنے آپ کو نثار کرنا اپنا فرض اول بنالیں۔ خدا ایسا ہی کرے۔ آمین

ضرورت ۲/۱

ایک ایسی لائق خاتون کی ضرورت ہے۔ جو میری دو تین لڑکیوں کو سوزن کاری۔ کروشیا و گلوبند و موزہ بافی وغیرہ کا کام اعلےٰ و عمدہ طریق پر سکھلا سکے۔ نیز ہندوستانی و انگریزی وضع کی پوشاک کی تراش و مشین کی سلائی وغیرہ سکھلا سکے۔ تنخواہ عـه روپیہ ماہوار علاوہ خوراک و مکان۔ درخواستیں مع مفصل حالات قابلیت و قومیت و عمر وغیرہ کے جلد اس پتہ پر آویں۔

بیگم صاحبہ سیٹھ ظہور محمد "آفتاب منزل"
پی پار سیٹی (جودھپور)

ضرورت ۲/۲

ایک منشی کی جو اردو و پنجابی پڑھا سکتا ہو۔ ضرورت ہے۔ جو شارٹ ہینڈ ٹائپ رائٹنگ جانتا ہو۔ موٹر کا کام جانتا ہو اس کا زیادہ خیال کیا جائیگا۔ درخواست کنندگان مشتہر سے خط و کتابت کریں۔

المشتہر
پادری بی۔ ایل۔ ہملٹن
امریکن مشن منٹگمری۔

یونٹنگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ یونٹنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصہ سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں۔ اور چار خواتین اُسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ تمام خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے بلا فیس سرکاری شرح سے متفرق اخراجات عیر ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بوجہ نئے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز، کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جو کنٹا ماعہ سے الـ تک کرو کونول صعہ سے بیعہ تک۔

مزید حالات پرنسپل صاحب و ہیڈ ماسٹر صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

تین بیماریوں کی حکمی دوائیں

(۱) دمہ خشک ہو یا تر یا پرانا مجرب اور شرطیہ دوا ہے۔ دو ہی خوراک کے کھانے سے چند گھنٹوں کے اندر سانس کی ساری تکلیف دور ہو کر آدمی تندرست ہو جاتا ہے۔ قیمت عـه

(۲) ہر قسم کی کمزوری دور کرنے میں لاثانی اور مجرب دوا ہے خواہ کیسی ہی کمزوری ہو قیمت فی شیشی عـه

(۳) اس کے استعمال سے روزانہ تپ، تیہ، چوتھیہ بخار پہلے ہی دن رک جاتا ہے۔ ورنہ دوسرے دن ضرور ہی بفضل خدا رک جاتا ہے۔ قیمت فی شیشی ۲ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

المشتہر
ڈاکٹر ای۔ این۔ اوبیڈایہ
خورجہ ضلع بلند شہر

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم اے مینیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پروپرائٹر چھپا۔